بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خلیل و ذبیح ،عید ،بقرعید ،صفا ،مروہ ،آب زم زم
قربانی ،اور عقیقہ کے فضائل ومسائل پر علمی وتحقیقی رسالہ

حضرت ابراھیم علیہ السلام
اور
قربانی و عقیقہ کے فضائل و مسائل

از

مولانا مَلِک محمد شبیر عالم مصباحی
فاضلِ اشرفیہ مبارکپور

ناشر
اسلامک پبلشر
۴۴۷۔گلی سروطے والی ،مٹیا محل ،جامع مسجد ،دہلی ۶
ph:(011)23284316, Fax : 23284582

کتاب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور قربانی و عقیقہ کے فضائل و مسائل
تالیف مَلک محمد شبیر عالم مصباحی
اشاعت اول ادارہ تصنیفات کلکتہ ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء
اشاعت دوم جامعہ حضرت ٹیپو سلطان شہید، چتر ادرگہ، کرناٹک ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء
اشاعت سوم اسلامک پبلشر دہلی ۶ ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء
صفحات ۵۶
ناشر اسلامک پبلشر دہلی ۶ / ph:(011)23284316

فہرست مضامین

. . . .

حرف آغاز

بحمدہٖ تعالیٰ : کچھ اضافہ کے بعد یہ میری نویں کتاب ،**حضرت ابراہیم علیہ السلام اور قربانی و عقیقہ کے فضائل و مسائل** ، کی تیسری اشاعت ہے میں نے اس کتاب میں قربانی و عقیقہ کے فضائل و مسائل اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کی مختصر سوانح قرآن و حدیث ، تفاسیر اور فقہ کی مستند کتابوں سے لکھا ہے مگر کم علمی کے سبب غلطیوں کا امکان ہنوز باقی ہے خامی نظر آئے تو اہل علم اور ارباب فکر ونظر از راہِ کرم نشاندہی فرمادیں نوازش ہوگی ۔

شکریہ جناب حامد رضا صاحب اسلامک پبلشر دہلی کا ،کہ میری کتاب ،، گلدستۂ نقابت ،،قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب ،،کے بعد اس کتاب کو شائع کیا اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور میرے والدین ، دوست ، احباب و اساتذہ کے لیئے باعثِ مغفرت بنائے آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

مؤلف محمد شبیر عالم مصباحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی جَدِّہٖ سَیِّدِنَا اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَجَمِیْعِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْن۔

﴿ معمار کعبہ حضرت ابراھیم علیہ السلام ﴾

خلیل اللہ کی تاریخ ہے اس بات کی شاہد

خدائے پاک کے نزدیک تھے وہ راشد و ماجد

اللہ تعالی کی وحدانیت کا پرچم عرش وفرش پر لہرارہا ہے اس نے اپنے گھر خانہ کعبہ کی تعمیر کے لیئے سرزمین حجاز کو پسند فرمایا ، اس نے اپنی خصوصی رحمتوں سے سرفراز فرماکر سرزمین حرم کو رشکِ فردوس بنادیا ، خانہ کعبہ کی تعمیر کے لیئے نبوت و رسالت عطا فرماکر حضرت ابرہیم علیہ السلام کا انتخاب فرمایا ،آپ کو خلیل اللہ کے ذی شان لقب سے سرفراز فرمایااور آپ کے دین کو دین حنیف کہا ۔

حضرت ابرہیم علیہ السلام ابوالانبیاء ہیں ، دنیائے انسانیت کے امام ومُقتدیٰ ہیں آپ کو ہمیشہ بشارتِ الٰہیہ اور تائیدایزدی حاصل رہی ، آپ کی بزرگی ،حق گوئی ، صداقت بیانی ، مہمان نوازی ، بنی آدم کی خیرخواہی ،حسن اخلاق ، جرأت و ہمت اور صفاتِ جمیلہ، کا تذکرہ قرآن پاک میں کثرت سے مذکور ہے ارشاد باری تعالی ہے ۔

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا (پارہ ۱۶ ع ۶ / مریم ۴۱/)

اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو بے وہ صدیق تھا (نبی) غیب کی خبریں بتاتا ۔

وَتِلْکَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ عَلٰی قَوْمِہٖ۔ (پارہ ۷ ع ۱۶ / الانعام ۸۳)

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر (فضیلت) عطا فرمائی ۔

وَکَذٰلِکَ نُرِیٓ اِبْرٰھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ۔

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے ۔(پارہ ۷/ع۱۵/الانعام ۷۶)

یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اہلِ زمانہ کے خلاف راہ حق دکھایا اسی طرح انہیں زمین و آسمان کی بادشاہت دکھائی ، قدرت خدا وندی کے جو اسرار و رموز تھے وہ آپ پر ظاہر کیئے گئے اس کی صورت یہ بنی کہ آپ کو ایک چٹان پر کھڑا کیا گیا اور آپ کے لیئے آسمان و زمین ، عرش و کرسی اور زمین کی تہہ ظاہر کردی گئی آپ نے وہاں سے کائنات کے عجائب و غرائب کو دیکھا اور جنت میں اپنا مکان دیکھا جس کی دلیل باری تعالیٰ کا یہ کلام بھی ہے کہ ،

،وَآتَیْنٰہُ اَجْرَہٗ فِی الدُّنْیَا ،،

اس آیت کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ ہم نے اسے جنت میں اس کا مکان دکھا دیا ۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءً ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔

اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے ، مجھے دکھا دے تو کیوں کر مردے جلائے گا ، فرمایا ، کیا تجھے یقین نہیں ، عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے ، فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کا ایک ایک حصہ ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بُلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے دوڑتے ، اور جان رکھ اللہ غالب حکمت والا ہے ۔(پارہ ۳/ع ۳/البقرہ ۲۶۰)

حکم الٰہی کے مطابق آپ نے مور ، مرغ ، کوا ، اور کبوتر کو لیا ، پرندوں کو ذبح کیا

، ان کے سر کو اپنے پاس رکھ لیا اور باقی سب کو قیمہ بنا کر ایک ساتھ ملا دیا اور اس کا ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر رکھ دیا پھر فرمایا اللہ کے حکم سے چلے آؤ ، پرندوں کے جسم کے اجزا اڑے ، الگ الگ جمع ہوئے اور اپنے پیروں کے بل دوڑتے چلے آئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچے تو سروں سے مل کر مکمل ہوئے اور اڑ گئے ۔

فائدہ : حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے مردوں کو زندہ کرنے کا سوال کرنا کسی شک کے بنا پر نہ تھا بلکہ ،،شنیدہ کے بود مانندِ دیدہ ،، کے مصداق مشاہدہ کرنا اور اپنے علم کو اضافہ کرنا مقصود تھا چونکہ آپ نے سمندر کے کنارے ایک مرا ہوا جانور پڑا دیکھا تھا جب پانی چڑھتا تو مچھلیاں اس جانور کو کھاتیں ، جب پانی اتر جاتا تو جنگل کے درندے کھاتے ، جب درندے جاتے تو پرندے کھاتے ، اس کو دیکھنے کے بعد آپ کو یہ شوق ہوا دیکھیں مردے کس طرح زندہ کیے جائیں گے اس لیئے آپ نے بارگاہ الٰہی میں یہ عریضہ پیش کی ۔

﴿ مقام ابراھیم ﴾

جس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر فرمائی اس پتھر کی خصوصیت یہ تھی کہ جیسے جیسے خانۂ کعبہ کی دیوار اونچی ہو رہی تھی وہ پتھر خود بخود لفٹ کی طرح اوپر جاتا پھر نیچے آتا اس پتھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدمِ مبارک کا نشان ہے اور اسے مقام ابراہیم کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے مقام ابراہیم کو جائے مُصلّٰی بنانے کا حکم فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ۔ (پارہ ۱ / ع ۱۵ / البقرہ ۱۲۵)

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ ۔

﴿حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ولادت﴾

وہ ابراہیم جو دین مبیں کا داعیِ اول   وہ ابراہیم مخلوق خدا کا مصلح اول
وہ ابراہیم جس نے دین کامل کی بنا ڈالی   وہ ابراہیم جس نے ہستیِ باطل مٹا ڈالی
وہ ابراہیم جو پیکر ایثار و قربانی   جہانِ آزمائش میں نہیں جس کا کوئی ثانی

طوفانِ نوح کو گذرے ہوئے تقریباً دو ہزار چھ سو پینتالس سال کا زمانہ گذر چکا تھا اس وقت عراق کے مشہور شہر بابل میں نمرود بن کنعان نام کے ایک ظالم بادشاہ کی وسیع وعریض سلطنت قائم تھی مادی لحاظ سے وہ ایک ترقی یافتہ ملک کا حکمراں تھا دنیا کا یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے سر پر شاہی تاج رکھا ، دنیاوی مال و دولت ،فوجی طاقت ، اور جاہ وحشم پا کر وہ مغرور ہوگیا اور خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا اس جھوٹے مدعی کی سرکوبی اور توحید کا بول بالا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو مبعوث فرمایا ۔

کیا نمرود نے بابل میں جب دعویٰ خدائی کا   جہاں میں عام شیوہ ہوگیا جب خودستائی کا
اندھیرا ہی اندھیرا کفر نے ہر سمت پھیلایا   تو ابراہیم کو اللہ نے مبعوث فرمایا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سے پہلے نمرود نے خواب دیکھا کہ ایک ایسا ستارہ طلوع ہوا ہے جس کی روشنی کے سامنے چاند وسورج کی روشنی ماند پڑگئی نجومیوں کو بلا کر نمرود نے خواب کی تعبیر پوچھی ان لوگوں نے یہ بتایا کہ اِس سال تیری سلطنت میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جس سے تیری حکومت ختم ہوگی تیرے دین والے ہلاک ہوں گے نمرود اُس وقت اپنی بادشاہی اور ناموری میں عروج پر تھا نجومیوں کی باتوں کو سن کر وہ خوفزدہ ہوگیا اور آنے والے خطرات کا احساس کر کے

اطراف و اکنافِ ملک میں اس نے فوجی پہرے بٹھادیئے اور حکم نافذ کردیا کہ مرد عورتوں سے بالکل الگ رہیں ، ملک بھر میں کہیں بھی لڑکا پیدا ہو اسے فوراً ہلاک کردیا جائے نمرود نے اس کام کے لیے باضابطہ ایک محکمہ بھی قائم کردیا اور اس کے ظلم وستم اور جور و جفا کا سیلاب اتنا تیز ہوا کہ رات میں آغوشِ مادر میں سونے والے بچے صبح کو قتل کردیئے جاتے ،شوہر اپنی بیوی سے الگ رہتے لیکن تقدیراتِ الٰہیہ کوکون ٹال سکتا ہے ۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ بھی حاملہ ہوئیں ، کاہنوں اور نجومیوں نے نمرودکو بتا بھی دیا کہ وہ بچہ جو تیری حکومت کے زوال کا سبب ہوگا وہ اپنی ماں کے شکم میں آچکا ہے اس کی کھوج لگاؤ اور اسے ختم کردو ۔

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ صاحبہ کی عمر کم تھی اس لیئے ان کا حمل پہچانا نہ گیا اور جب ولادت کا زمانہ قریب ہوا تو آپ کی والدہ اُس تہہ خانہ میں چلی گئیں جو آپ کے والد تارخ بن ناحور نے خطرہ محسوس کرکے شہر سے دور بنا رکھا تھا اسی تہہ خانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی آپ کی والدہ محترمہ روزانہ تہہ خانہ میں آکر دودھ پلا جاتیں اور واپسی کے وقت پتھروں سے اُس تہہ خانہ کا دروازہ بند کر جاتیں تاکہ کسی کو آپ کی موجودگی کی خبر نہ ہو ، بارہا آپ کی والدہ نے یہ مشاہدہ کیا کہ آپ اپنی سرانگشت چوس رہے ہیں اور اس سے دودھ برآمد ہورہا ہے ۔

ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی والدہ سے پوچھا: میرا رب کون ہے؟ والدہ نے جواب دیا: میں ہوں ،آپ نے پوچھا: آپ کا رب کون ہے؟ والدہ

....

نے کہا تمہارے والد صاحب ، آپ نے فرمایا میرے والد صاحب کا رب کون ہے ؟ والدہ نے کہا چپ رہو، چپ رہو ، گھر واپس گئیں تو اپنے شوہر سے پورا ماجرا بتایا اور کہا میرا خیال ہے کہ وہ بچہ جس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کا دین بدل دے گا وہ کوئی اور نہیں بلکہ ہمارا ہی فرزند ہے ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پاکیزہ دل بچپنے ہی سے نور نبوت اور معرفت الہی سے معمور تھا آپ نے رات میں تہہ خانہ کے سوراخ سے چاند ، سورج اور ستاروں کو نکلتے اور ڈوبتے دیکھا تو کیا خوب استدلال فرمایا فرماتے ہیں کہ ستارہ چھوٹا ہو یا بڑا ، ڈوبنے اور نکلنے کا محتاج ہے اور جو خود محتاج ہے وہ معبود نہیں ہوسکتا اس لیئے چاند ، سورج اور ستارے خدا نہیں ہوسکتے ، اس وقت کے لوگ جس کفر و شرک میں مبتلا تھے اس سے بیزاری کا اظہار فرمایا اور اپنے دین کے حق ہونے کا اعلان فرمایا جس کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے ۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَا كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۔

پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے ۔

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۔

پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انھیں گمراہوں میں ہوتا

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَا اَكْبَرُ فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۔

پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو یہ تو اُن سب سے بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اے قوم میں بیزار ہوں اُن چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ (پارہ ۷ ع۱۶ /الانعام ۷۹/۷۸/۷۷/۷۶)

میں نے اپنا منھ اُسی کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ایک اسی کا ہوکر اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔

فائدہ : یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بچپن کا ہے جب کہ آپ بالغ نہ ہوئے تھے مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے اس کی وضاحت بھی ہوتی ہے۔

وَلَقَدْ آتَیْنَا اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ۔ (پارہ ۱۷ /ع ۵ /الانبیاء ۵۱)

یعنی ہم نے اسے چھوٹی عمر میں ہی ہدایت عطا فرمائی۔

دعوت توحید

کوہ ہو دشت ہو دریا ہو چوٹی ہو پہاڑوں کی نظیر

اپنا نغمہ ہر بلندی سے سنا سکتے ہیں

سات سال یا تیرہ سال اور ایک روایت کے مطابق سترہ سال تک حضرت ابراہیم علیہ السلام اس غار میں پلے بڑھے، بڑے ہوکر جب واپس ہوئے دیکھا کہ ان کے اپنے چچا آزر اور قوم کے لوگ ستاروں اور بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور پتھر کے ان بے جان مورتوں سے انہیں اتنی عقیدت ہے کہ ان بتوں کے خلاف ایک لفظ بھی سننا انہیں گوارہ نہیں ہے اگر کوئی بتوں کے خلاف کچھ کہنے کی جرأت کرے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے یا شکنجے میں کس دیا جائے۔

....

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ قوم کے دلوں سے خود اعتمادی کا خاتمہ ہو چکا ہے، بدکرداری اور سوء اعمالی نے قبضہ جما لیا ہے، علم نجوم پر اتنا بھروسہ ہے کہ ہر نیا کام شروع کرنے سے پہلے ان سے مشورہ کرتے ہیں، ظالم بادشاہ نمرود نے اگر خدائی کا دعویٰ کیا ہے ان لوگوں نے اس کی غلامی اور اس کے خدائی کے دعویٰ کو برضا و رغبت قبول کرلیا ہے، ان کے دلوں سے وحدہ لاشریک کی بندگی کا تصور مٹ چکا ہے اور ہر اس چیز کو اپنا معبود اور حاجت روا بنالیا ہے جس سے ڈرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن کے دل و دماغ میں خدا پرستی کی تعلیم راسخ کرنے کے لئے ،،اول خویش بعد درویش،، کے مصداق پہلے اپنے گھر اور اپنی قوم سے رشد و ہدایت کا کام شروع کرتے ہیں جس کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ آزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا آلِهَةً اِنِّيْ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (پارہ ۷ ع ۱۵/الانعام ۷۴)

اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ (چچا) آزر سے کہا کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو بے شک میں تمہیں اور تمھاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں۔

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا۔ (پارہ ۱۶ ع ۶/مریم ۴۲ تا ۴۵)

جب اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ! کیوں ایسے کو پوجتا ہے جو نہ کچھ سنے اور نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے، اے میرے باپ بے شک میرے پاس وہ علم آیا جو تجھے نہ آیا، تو تُو میرے پیچھے چلا آ میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں، اے میرے

باپ شیطان کا بندہ نہ بن ، بے شک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے ، اے میرے باپ میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن کا کوئی عذاب پہنچے تو تُو شیطان کا رفیق ہوجائے ۔

فائدہ : اس آیت میں ،، وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ آزَرَ ،، ہے جس کا معنی ہے ،، اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا ،، اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے جو بت پرست تھا اور بت پرستی کی وجہ سے وہ کافر ومشرک ہے لھذا آپ کے والد مومن نہ ہوئے جیسا کہ بعض مفسرین سے سہو ہوا ہے ۔

لیکن حقیقت اس امر کے خلاف ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہیں ہے بلکہ تارخ بن ناحور ہے تارخ کے بجائے تارح کی بھی روایت ملتی ہے ان کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت نوح علیہ السلام سے ملتا ہے جیسا کہ امام بغوی ، امام رازی ، علامہ جلال الدین سیوطی ، صاحب تفسیر بیضاوی ، صاحب قاموس ، صاحب تفسیر مظہری ، صاحب خزائن العرفان نے لکھا ہے ، اہل کتاب اور مورخین کا بھی اسی پر اجماع ہے کہ آزر باپ نہیں ہے چچا ہے ۔

آزر کا اصل نام نافور بن ناحور ہے پہلے یہ اپنے آباء واجداد کے دین پر تھا جب وہ نمرود کا وزیر بنا تو دنیا کی لالچ میں اس نے کفر اپنایا اور پرانے دین کو چھوڑ دیا یہ تارخ بن ناحور کا سگا بھائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حقیقی چچا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے از راہ شفقت ومہربانی ،، یا ابت ،، کہا یعنی اے میرے باپ ،، تاکہ وہ اللہ پر ایمان لانے میں رغبت کرے اور کلام عرب میں چچا کو باپ کہہ کر پکارنے کا رواج عام ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے ۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْقَالَ لِبَنِيْهِ مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ

بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَکَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِکَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ (پارہ ۱/ع ۱۶/البقرہ ۱۳۳)

بلکہ تم میں کہ خود موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی ، جبکہ اُس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کروگے ، بولے ہم پوجیں گے اُسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق کا ایک خدا اور ہم اسی کے حضور گردن رکھے ہیں ۔اس آیت میں لفظ ،،اب ،، کا اطلاق چچا پر ہوا ہے ۔

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابن الذبیحین کہہ کر پکارا گیا ہے یعنی اے دو ذبیح کے بیٹے ، ایک ذبیح سے مراد حضرت عبداللہ اور دوسرے ذبیح سے مراد حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ ہیں اور یہ حدیث حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ۔

خود حضور نے بھی یہ فرمایا ،، انا ابن الذ بیحین ،، یعنی میں دو ذبیح کا بیٹا ہوں ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خود اپنا تعارف کراتے ہوئے یوں فرمایا **اَنَادَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرٰهِیْمَ**۔یعنی میں اپنے باپ ابرہیم کی دعا ہوں ۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۵/کتاب العلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک صحابی حضور کی خدمت میں آئے اور فرمایا ،، **یاابن عبدالمطلب** ،، اے عبدالمطلب کے بیٹے جبکہ حضرت عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا حضور ہیں ۔

ان مثالوں سے یہ واضح ہے کہ قرآن پاک میں جہاں لفظ اب آیا ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہاں پر معنی اصلی ہی مراد ہو اس لیئے کہ مجازاً چچا اور دادا کو بھی باپ کہا جاتا ہے لہٰذا لفظ اب کا لغوی معنی لے کر آزر کو باپ کہنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا غیر مومن ثابت کرنا غلط ہے ۔

....

رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ابتدا سے آخر تک پاک لوگوں کی پشتوں سے پاک خواتین کے رحموں میں منتقل ہوتا چلا آیا ہوں اور مشرک نجس ہیں ۔
چونکہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اس لیئے اس حدیث کے مطابق آزر کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا والد کہنا غلط ہے ۔

﴿قوم سے بحث ومباحثہ﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حق گوئی اور صداقت بیانی کے بعد مخالفتوں کا طوفان کھڑا ہوگیا،آپ کے خلاف پروپگنڈہ کیا جانے لگا،آپ کی قوم آپ سے جھگڑنے لگی لیکن توحید کے داعی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے استقلال و ثابت قدمی میں لغزش نہ آئی اور آپ نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا قرآن کریم نے فرمایا ۔

وَحَآجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ اَتُحَآجُّوْنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰنِ وَلَآ اَخَافُ مَاتُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْئًا وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ

اور ان کی قوم اُن سے جھگڑنے لگی (حضرت ابراہیم نے) کہا کیا اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو، وہ تو مجھے راہ بتا چکا، اور مجھے ان کا ڈر نہیں جنہیں تم شریک بتاتے ہو، ہاں جو میرا رب ہی کوئی بات چاہے، میرے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے،تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے۔ (پارہ ۷/ع ۱۵/الانعام/۸۰)

اِذْقَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاهٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۔

جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا یہ مورتیں کیا ہیں جن کے آگے تم آسن مارے ہوئے ہو۔ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا لَهَا عٰبِدِیْنَ ۔ لوگوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو اِن کی پوجا کرتے ہوئے پایا۔

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآءُ كُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

آپ نے فرمایا بے شک تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں ہو۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ۔ قوم نے کہا تم ہمارے پاس حق (بات) لاتے ہو یا یونہی کھیلتے ہو۔

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ (پارہ ۱۷ع ۵/الانبیاء/۵۶/۵۵/۵۴/۵۳/۵۲/)

ابراہیم نے فرمایا بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا جس نے انہیں پیدا کیا، میں اس پر گواہوں میں سے ہوں اور مجھے اللہ کی قسم ہے میں تمہارے بتوں کا برا چاہوں گا بعد اس کے کہ تم پھر جاؤ پیٹھ دے کر"۔

اس گفتگو کے کچھ دنوں بعد قوم کے لوگوں نے آپ سے کہا کل ہماری عید ہے جنگل میں سالانہ میلہ لگے گا ہم کھانا اور پھل بتوں کے پاس رکھ جائیں گے اور میلہ سے واپسی کے بعد بت خانہ جاکر پرشاد کے طور پر اُس کو کھائیں گے آپ بھی ہمارے ساتھ میلہ چلیں اور واپسی پر بتوں کی زینت و سجاوٹ اور ان کا بناؤ سنگار دیکھیں ہمارا خیال ہے پھر آپ ہم لوگوں کو بت پرستی پر ملامت نہیں کریں گے۔

چوں کہ ان لوگوں کو علم نجوم پر بڑا بھروسہ تھا اس لیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں کی طرف نظر ڈالی اور فرمایا میں بیمار ہونے والا ہوں اس لیے میں نہیں جاسکتا۔

لوگوں نے سمجھا کہ علم نجوم سے آپ کو اپنے بیمار ہونے کا علم ہوا ہے اور ہوسکتا ہے کہ ان کی بیماری کسی اور کو لگ جائے اس لیئے آپ کو جانے پر اصرار نہ کیا جب وہ لوگ جانے لگے تو آپ نے فرمایا تم لوگ جاؤ میں تمہارے بتوں کی خبر لیتا ہوں اس بات کو کچھ لوگوں نے سن لیا جیسا کہ قرآن نے فرمایا۔

....

وَتَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ۔ (پارہ ۱۷ ع ۵/الانبیاء ۵۷)

اور مجھے اللہ کی قسم ہے میں تمہارے بتوں کا برا چاہوں گا بعد اس کے کہ تم پھر جاؤ پیٹھ دے کر۔

﴿ بت شکنی ﴾

آئینِ جاں مردی حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

لوگ جب میلہ دیکھنے چلے گئے اور بتکدہ اپنے پجاریوں اور پروہتوں سے خالی ہوگیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک کلہاڑا لیا اور بت خانہ پہنچ گئے وہاں بڑی تعداد میں چھوٹے بڑے بت موجود تھے ، بہترین قسم کے کپڑوں اور زیورات سے اُن کو سجایا اور سنوارا گیا تھا ،ان کے سامنے پھل اور لذیذ کھانا رکھا ہوا تھا قرآن کریم نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے ۔

فَرَاغَ اِلٰی اٰلِھَتِھِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْکُلُوْنَ مَالَکُمْ لَاتَنْطِقُوْنَ (پارہ ۲۳/ع ۶)

پھر ان کے خداؤں کی طرف چھپ کر چلا تو کہا ، کیا تم نہیں کھاتے ، تمہیں کیا ہوا کہ تم نہیں بولتے ۔

حضرت ابراہیم علیہا السلام اُن بتوں سے یوں ہی سوال کرتے رہے اور جب ان بے جان مُورتوں سے کوئی جواب نہ پایا تو کلہاڑا سے ان بتوں کو توڑنا شروع کیا قرآن نے فرمایا ۔

فَرَاغَ عَلَیْھِمْ ضَرْبًا بِالْیَمِیْنِ۔(پارہ ۲۳/ع ۶)

تو لوگوں کی نظر بچا کر انہیں داہنے ہاتھ سے مارنے لگا ۔

فَجَعَلَھُمْ جُذٰذًا اِلَّا کَبِیْرًا لَّھُمْ لَعَلَّھُمْ اِلَیْہِ یَرْجِعُوْنَ۔(پ ۱۷ ع ۵/الانبیاء ۵۸)

تو ان سب کو چورا کردیا مگر ایک (بت) کو جو اِن سب کا بڑا تھا (چھوڑ دیا) کہ شاید وہ اس سے کچھ پوچھیں ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑے بت کو چھوڑ کر باقی سارے بتوں کو کلہاڑا سے توڑ ڈالا ، تا کہ قوم کا یہ عقیدہ بھی باطل ہوجائے کہ بتوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں آدمی نقصان اٹھاتا ہے ، جیسا کہ قوم کے لوگوں نے میلہ جانے سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈرایا اور دھمکایا تھا اور کہا تھا اے ابراہیم ! ہمارے خداؤں کی ہتک سے باز آجاؤ ورنہ تم اِن بتوں کے غضب کا شکار ہوجاؤ گے اس کے جواب میں آپ نے کہا تھا کہ اے لوگو! اپنے ان بے جان بتوں سے کہدو جو بگاڑنا چاہیں بگاڑلیں میں ان بے جان پتھروں سے بالکل نہیں ڈرتا آپ جب بت خانہ سے واپس ہونے لگےتو کلہاڑا بڑے بت کے گلے میں ڈال دیا۔

قوم کے لوگ جب میلہ دیکھنے کے بعد شام کو بت خانہ پہنچے تو دیکھا کسی بت کا ہاتھ نہیں ،تو کسی کا پیر نہیں ، کسی کا سر غائب ہےتو کسی کا دھڑ غائب ہے ، کسی کی آنکھ پھوٹی ہےتو کسی کی ٹانگ ٹوٹی ہے ، کوئی زمین پر ڈھیر ہےتو کوئی زمین پر اوندھا پڑا ہے ، کھانے کا سامان بکھرا پڑا ہے اور ایک کلہاڑا اس کی گردن میں لٹک رہا ہے ، اپنے بتوں کی یہ حالت دیکھ کر ان لوگوں پر سکتہ کا عالم طاری ہوگیا ، اپنے خداؤں کی یہ درگت دیکھ کر وہ سب مخبوط العقل ہوگئے اور آپس میں کہنے لگے کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا ظلم کیا ؟ کس نے ہمارے بتوں کو توڑا ؟ کس نے ہمارے معبودوں پر ظلم ڈھایا ؟

بتوں کو توڑتے ہوئے تو کسی نے کسی کو دیکھا نہ تھا، تو کوئی بتاتا بھی تو کیا بتاتا مگر شہر بابل کے رہنے والے چھوٹے بڑے سبھی لوگ برسوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نظریات ، بتوں سے نفرت اور ان کی تعلیم سے واقف تھے اس لیئے فوراً اُن کا ذہن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منتقل ہوگیا اور وہ لوگ آپس میں

. . . .

کہنے لگے کہ ہو نہ ہو یہ ابراہیم کا کام ہے وہی ہمیشہ بتوں کی برائی کرتے ہیں اور لوگوں کو بتوں کی پرستش سے روکتے ہیں ہم لوگ جب میلہ جارہے تھےتو انہوں نے کہا بھی تھا کہ خدا کی قسم میں میں ضرور تمہارے اِن بتوں کا برا چاہوں گا ، یہ ساری کارستانی ابراہیم کی معلوم ہوتی ہے انہیں سے پوچھا جائے کہ انہوں نے ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسا کیوں کیا ؟ قرآن نے اس کو یوں بیان کیا ہے ۔

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔

بولے کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا بے شک وہ ظالم ہے ۔

قَالُوْ سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرٰهِيْمُ۔

ان میں کے کچھ بولے ہم نے ایک جوان کوانہیں برا کہتے سنا جسے ابراہیم کہتے ہیں ۔

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۔

بولےتو اُسے لوگوں کے سامنے لاؤ شاید وہ گواہی دیں ۔

قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۔ (پ ۱۷ ع ۵ /الانبیاء ۶۲ /۶۱/۶۰/۵۹)

لوگوں نے کہا اے ابراہیم ! کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا۔

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۔

ابراہیم نے کہا اُن کے اس بڑے نے کیا ہوگا تو ان سے پوچھواگر بولتے ہوں ۔

یعنی مجھ سے کیوں سوال کرتے ہو جو پوچھنا ہے اپنے اس بڑے بت سے پوچھواگر وہ تمہارا خدا ہےتو وہ جواب دے کہ ان بتوں کوکس نے توڑا ہے؟

اب قوم کے لوگ لاجواب ہوگئے اُن سے کوئی جواب نہ بن پڑا ، دل میں کہنے لگے بات سچی وہی ہے جو ابراہیم کہتے ہیں ہم جن کو اپنا معبودومحافظ مانتے ہیں جب وہ خود اپنی حفاظت نہ کرسکےتو ہماری حفاظت کیا کریں گے ، جب وہ خود کو بچا نہ

. . . .

سکے تو ہم کو کیا ہمیں کیا بچائیں گے اور ہماری کیا مدد کریں گے لیکن سالہا سال سے ان کے دلوں میں بتوں کی جو عقیدت بسی ہوئی تھی وہ ختم نہ ہو سکی ۔

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۔

تو اپنے جی کی طرف پلٹے اور بولے بے شک تمہیں ستمگار ہو تمہیں خوب معلوم ہے یہ بولتے نہیں ۔(پ ۱۷ ع ۵ / الانبیاء ۶۴/۶۳)

قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔(پ ۱۷ ع ۵ / الانبیاء ۶۷/۶۶)

آپ نے فرمایا تو کیا تم لوگ اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہنچائے ،تف ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں ۔

﴿نمرود سے مناظرہ﴾

قوم کے لوگ جب ہر طرح سے عاجز اور لاجواب ہو گئے ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو وہ لوگ نمرود کے پاس جا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شکایت کردی ،نمرود نے ان سے کہا اے لوگو ! جاؤ اور ابراہیم کو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ فوراً کچھ لوگ گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لے کر نمرود کے پاس آئے ۔

نمرود نے حضرت ابراہیم سے پوچھا اے ابراہیم !یہ بتا تیرا خدا کون ہے؟

توحید کے داعی اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا ،،رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ،،میرا رب وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے ۔

قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ۔ نمرود بولا میں (بھی) جلاتا اور مارتا ہوں ۔

نمرود نے قتل کی سزا پانے والے ایک قیدی کو بلا کر آزاد کر دیا اور ایک بےقصور آدمی کو قتل کر ڈالا اور کہا اے ابراہیم ! دیکھو میں بھی مارتا اور جلاتا ہوں جس کے لئے موت کا

فیصلہ ہو چکا تھا میں نے اس کی زندگی بخش دی اور جسے زندہ رہنا تھا اسے مار ڈالا ۔

قَالَ اِبْرٰهِيْمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۔(پ۳/ع۳البقرہ ۲۵۸)

ابراہیم نے فرمایا تو اللہ سورج کو لاتا ہے پورب سے تو سورج کو پچھم سے لے آ، تو ہوش اڑ گئے کافر کے اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو ۔

نمرود کا آتشکدہ

نمرود نے جب توحید کے داعی سے اس ناقابل تردید حجت کو سنا ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیان کی صداقت کو محسوس کیا اور اُن کی پیشانی پر عزم و استقلال ، جرأت و ہمت کی روشن لکیریں دیکھی تو مرعوب ہوگیا ، اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا ، نمرود اور اس کے اراکین سلطنت بتوں کی تباہی وبربادی کا بدلہ لینے کے لئے اس بات پر متفق ہوگئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلاکر ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا جائے اس طرح توحید کی دعوت خود بخود بند ہوجائے گی ۔

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۔(پ۱۷/ع۵ الانبیاء ۶۸)

بولے ان کو جلادو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے ۔

قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۔(پ ۲۳ /ع ۷)

بولے اس کے لیے ایک عمارت چنو پھر اسے بھڑکتی آگ میں ڈال دو۔

لوگوں نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کرلیا تو آپ کو ایک مکان میں قید کردیا ، جلانے کے لیئے ساٹھ گز اونچی تیس گز لمبی اور بیس گز چوڑی پتھر کی ایک چہار دیواری بنائی گئی ،لوگ کار ثواب سمجھ کر اس کام میں مصروف ہوگئے اور پتھر کی اُس چہار دیواری کو لکڑیوں سے بھر دیا اور ایک ایسی آگ جلائی گئی

جس کے شعلوں کی کی گرمی اور تپش سے اس چہاردیواری کے آس پاس پرواز کرنے والے پرندے بھی جل جاتے تھے ۔

ملاء اعلیٰ کے نوری فرشتوں نے جب یہ منظر دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلانے کی اب پوری تیاری ہوچکی ہے تو اُن سے یہ برداشت نہ ہوا ، پانی پر مقرر فرشتے بارگاہ خداوندی سے اجازت لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یوں عرض کیا اے ابراہیم ! آپ حکم فرمادیں تو ہم پانی برساکر اس آگ کو بجھادیں ، ہوا کے فرشتوں نے عرض کیا اے ابراہیم ! اگر آپ حکم دیں تو ہوا چلاکر اس آگ کو فضاؤں میں اڑادوں یا آپ کو یہاں سے نکال لے جاؤں ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تمہاری آمد کا شکریہ ، مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور عرض کیا اے اللہ کے خلیل ،، هَلْ لَکَ حَاجَةٌ ؟ ،، کیا آپ کو میری کچھ حاجت ہے ؟ آپ نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا ،، اَمَّـــا اِلَیْکَ فَلَا ،، نہیں مجھے آپ کی کوئی ضرورت نہیں ، حضرت جبرئیل امین نے کہا آپ اپنے رب ہی سے عرض کیجئے وہ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا ، آپ نے فرمایا اے جبرئیل ،، کَفَانِیْ عِلْمُهٗ بِحَالِیْ مِنْ سُـؤَالِیْ ،، میرا خدا میرے حال سے خوب واقف ہے اور جب وہ میرے حال کو جانتا ہے تو پھر مجھے سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟ میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے وہ ضرور میری مدد فرمائے گا ،، دشمن اگر قوی است نگہباں قوی تر است ،،

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں اور منجنیق میں باندھ کر آگ میں پھینک دیا گیا۔

. . . .

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

جیسے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ کے قریب ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے ۔
یٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا ابراہیم پر
فوراً وہ آگ سرد ہوگئی بندشیں جل گئیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کی آنچ تک نہ آئی، اُس آتشکدہ سے آپ بخیر خوبی واپس نکل آئے اور نمرود جیسے دعویدارِ الوہیت اور ظالم و جابر بادشاہ کا مقابلہ کرکے دنیا کے سامنے زندہ مثال ، نمونۂ کائنات اور نشانِ قدرت بن گئے ۔

گرم ہوا بازارِ شجاعت ،عزمِ وفا کی جیت ہوئی
کفر کی ظلمت ہار گئی نورِ خدا کی جیت ہوئی
نورِ حق شمعِ الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اُس کو مٹا سکتا ہے کون

اس عظیم الشان برہان کو دیکھنے کے بعد بھی جب شہر بابل کے لوگ ایمان نہ لائے تو عذابِ الٰہی کی شکل میں اُن لوگوں پر ایسے خطرناک مچھروں کا حملہ ہوا جو اُن کے بدن سے گوشت کھاگئے اور خون پی گئے ، ایک مچھر نمرود کے دماغ میں داخل ہوگیا جس کے سبب نمرود بھی ہلاک ہوگیا ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۔ (پ۲۳ / ع۶)
تو انہوں نے اس پر داؤں چلنا (فریب کرنا) چاہا ہم نے انہیں نیچا دکھایا۔
وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۔ (پ۱۷ / ع۵ / الانبیاء ۷۰)
اور انھوں نے اس کا برا چاہا تو ہم نے انہیں سب سے بڑھ کر زیاں کار بنادیا ۔

. . . .

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

﴿ فرزند صالح کی بشارت ﴾

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حُسین ابتدا ہیں اسمٰعیل

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آبائی وطن شہر بابل میں اپنی چچازاد بہن حضرت سارہ بنت ہارانُ الاکبر سے شادی کرلی تھی لیکن عذاب الٰہی کے بعد جب بابل کا شہر آپ کی سکونت کے لیئے سازگار نہ رہا تو اپنی اہلیہ حضرت بی بی سارہ کو لے کر اپنے آبائی وطن سے ہجرت کرگئے مصر پہنچے تو بادشاہ مصر نے اپنی عادت بد کے مطابق حضرت بی بی سارہ کو اپنے محل میں بلاکر دست درازی کرنی چاہی بی بی سارہ اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کے لیئے بارگاہ الٰہی میں دعا کو ہوئیں فوراً آپ کی دعا قبول ہوئی اور بادشاہ مصر کا ہاتھ خشک و بے جان ہوگیا۔

یہ دیکھ کر بادشاہ مصر پر سکتہ طاری ہوگیا، اس کا ہوش اڑ گیا اور وہ یہ سمجھ گیا کہ ان کے پاس کوئی ایسی غیبی طاقت ہے جس نے مجھے میری بد نیتی کی سزا دی ہے اس لیئے وہ بڑی نیازمندی سے معافی کا طلبگار ہوا اور عرض کیا مجھے معاف کر دیں اور خدا سے دعا مانگیں کہ وہ بھی مجھے معاف فرمادے اور میرے بازو کو درست کردے آئندہ کبھی میں ایسی جسارت ہرگز نہ کروں گا۔

حضرت بی بی سارہ کو جب بادشاہ مصر کی باتوں کا پورا یقین ہوگیا کہ اب وہ ایسا کچھ نہ کرے گا تو دعا کے لیئے ہاتھ اٹھایا اور بارگاہ خداوندی میں یہ عریضہ پیش کیا۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ صَادِقًا فَاَطْلِقْ یَدَہٗ۔ اے اللہ! اگر یہ بادشاہ اپنے قول میں

سچا ہے تو اس کے ہاتھ کو درست کردے۔اسی وقت بادشاہ کا ہاتھ ٹھیک ہوگیا۔

بادشاہ مصر نے جب حضرت بی بی سارہ کی یہ انوکھی کرامت دیکھی تو وہ بڑا خوش ہوا اور اپنی پروردہ حضرت بی بی ہاجرہ کو جو کسی قبطی بادشاہ کی صاحبزادی تھیں جن کو بادشاہ مصر نے جنگ جیت کر حاصل کیا تھا یا بروایت دیگر حضرت بی بی ہاجرہ خود اس کی سگی بیٹی تھیں حضرت سارہ کی خدمت کے لیئے بطور ھدیہ دے دیا اس خیال سے کہ حضرت بی بی سارہ جیسی باکرامت خاتون کے ساتھ بی بی ہاجرہ کا رہنا یا ان کے گھر میں قیام کرنا کسی دوسری جگہ ملکہ بن کے رہنے سے بہتر ہے۔

حضرت بی بی ہاجرہ کی قسمت کا ستارہ عروج پر تھا،قدرت نے بی بی ہاجرہ کو ملکہ بنانے کے بجائے ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی اور دوسرے پیغمبر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں بننے کے لیئے چن رکھا تھا، ان کے ذریعہ سرزمین حرم کو بسانا، صفا و مروہ کو یادگار بنانا، آب زم زم کی برآمد، خانہ خدا بیت اللہ کی تعمیر و ترقی، اور رب کی رضا پر صابر و شاکر رہنے والی بی بی ہاجرہ کو نمونہ کائنات اور نشان قدرت بنانا مقصود تھا اس لیئے وہ حضرت سارہ کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچائی گئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت بی بی سارہ کی اجازت اور ان کی خواہش کے مطابق بی بی ہاجرہ سے نکاح فرمالیا۔

خدا کی شان بہت دنوں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر کوئی اولاد نہ ہوئی فرزندِ صالح کی تمنا میں آپ رب العالمین کی بارگاہ میں یہ دعا کرتے۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ الٰہی مجھے لائق فرزند عطا فرما۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا مقبول ہوئی اور آپ کو ایک فرزند صالح کی بشارت ملی۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ۔ تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقل مند لڑکے کی

اس بشارت عظمیٰ کے مطابق حضرت بی بی ہاجرہ کے بطن پاک سے ملک شام میں حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کی ولادت ہوئی ابھی کچھ ہی دن گذرے تھے کہ خداوند قدوس کا حکم ہوتا ہے کہ اے ابراہیم ! اپنی اہلیہ بی بی ہاجرہ اور اپنے شیرخوار بچے اسمٰعیل کو سرزمین حرم پر چھوڑ آؤ، حضرت ابراہیم علیہ السلام حکم الٰہی کی تعمیل کے لیئے بی بی ہاجرہ اور اپنے شیرخوار بچے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کو لے کر سرزمین حرم پر پہنچے وہ سرزمین حرم جو جغرافیائی اعتبار سے زمین کا مرکز ہے جہاں آج شہر مکہ ہے شہر مکہ میں اللہ کا گھر خانۂ کعبہ ہے جو توحید کا داعیِ اول اور مسلمانوں کی عقیدت کا سب سے بڑا مرکز ہے ڈاکٹر سر اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا   ہم اُس کے پاسباں ہے وہ پاسباں ہمار

سرزمین حرم ایک وادی غیر ذی زرع تھی اس وادی کے اردگرد دور تک لق و دق صحرا، بنجر زمین اور نا قابل عبور ریگستان پھیلا ہوا تھا، پانی کا چشمہ، چرند و پرند اور انسانی آبادی کا دور دور تک کہیں نام و نشان تک نہ تھا بقول شاعر۔

وہ صحرا جس کی وسعت دیکھنے سے ہول آتا تھا
وہ نقشہ جس کی صورت سے فلک بھی کانپ جاتا تھا
یہ وادی جس میں سبزہ تھا نہ پانی تھا نہ سایہ تھا
اسے آباد کرنے کے لئے ابراہیم آیا تھا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک توشہ دان میں کچھ کھجوریں اور ایک مشکیزہ پانی بی بی ہاجرہ کو دے دیا اور آپ واپس جانے لگے بی بی ہاجرہ نے جب یہ دیکھا کہ ان کے شوہر اُن کو اور ان کے شیرخوار بچے کو بیابان صحرا میں چھوڑ کر واپس جارہے ہیں تو پوچھا کہ آپ ہمیں تنہا چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں؟

....

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ کچھ جواب دیا اور نہ مڑ کر دیکھا بس واپس جانے لگے پھر بی بی ہاجرہ نے پوچھا کہ آپ ہمیں کس کے سپرد کرکے جارہے ہیں؟
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرکے جارہا ہوں اس جواب کو سن کر بی بی ہاجرہ کی پریشانی جاتی رہی اور بڑے اطمینان سے فرمایا مجھے یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری اولاد کو ضائع نہیں فرمائے گا وہ ضرور ہماری مدد فرمائے گا اور ہماری حفاظت فرمائے گا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور اپنے شیر خوار بچے کو لق و دق صحرا میں چھوڑ کر سرزمین حرم کے قریب پہاڑ کی گھاٹی کے قریب پہنچے تو اپنے اکلوتے فرزند حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کی بیکسی پر شفقت پدری جوش میں آئی اور خانہ کعبہ کی طرف منھ کرکے آپ نے بارگاہ الٰہی میں یہ رقت انگیز دعا کی۔

رَبَّنَا اِنِّی اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ (پارہ ۱۳ / ع ۱۸ / سورہ ابراہیم ۳۷)

اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس، اے میرے رب اس لیئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۔ (پارہ ۱ / ع ۱۵ / سورہ البقرہ ۱۲۶)

اور جب عرض کی ابراہیم نے: اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا کردے اور اس میں رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جوان میں سے اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں۔

. . . .

آب زم زم کا نکلنا

حضرت بی بی ہاجرہ اپنے ننھے فرزند حضرت اسمٰعیل کی پرورش کرنے لگیں جب کھجور اور پانی ختم ہوگیا اور پیاس کی شدت ہوئی تو سخت پریشان ہوئیں یہاں تک کہ شکم کا دودھ دودھ خشک ہوگیا جس سے بچے کی جان بھی خطرے میں پڑگئی جب بھوک پیاس کی شدت سے ننھے اسماعیل تڑپنے اور بلکنے لگے تو ماں سے یہ جانکاہ منظر دیکھا نہ گیا اور پانی کی تلاش یا آبادی کی جستجو میں کوہ صفا کی طرف چل پڑیں ، وہاں سے کچھ نظر نہ آیا تو دوڑ کر مروہ پہاڑ کی طرف گئیں اور دور دور تک نظر دوڑائی کہ شاید کسی آبادی کا سراغ مل جائے یا گزرتا ہوا کوئی قافلہ نظر آجائے اور ان سے پانی مل جائے اس طرح بی بی ہاجرہ صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگاتی ہیں ۔

اس بیابان میں پانی ملنے کے کوئی آثار تو نہ تھے لیکن بی بی ہاجرہ خدا کی رحمت سے مایوس نہ تھیں بی بی ہاجرہ نے آخری مرتبہ آکر دیکھا کہ جہاں بچہ بلک رہا تھا اور اپنی ایڑیاں رگڑ رہا تھا وہاں پانی کا چشمہ ابل رہا ہے آپ خوش ہوگئیں اور دوڑ کر اس ابلتے ہوئے چشمے کے پاس پہنچیں بی بی ہاجرہ نے سوچا کہ پانی ادھر اُدھر بہہ کر کہیں ختم نہ ہوجائے اس لئے اس پانی کے کنارے کنارے ڈھول مٹی لے کر گھیرتی گئیں اور پانی کو ہاتھ سے روکتے ہوئے اپنی سُریانی زبان میں کہتی گئیں ''یَامَآءُ زَمْ زَمْ اے پانی ٹھہر ٹھہر،، یَامَآءُ زَمْ زَم ،، اے پانی ٹھہر ٹھہر، اسی وقت سے اس پانی کا نام ہمیشہ کے لئے آب زم زم پڑ گیا حضرت بی بی ہاجرہ نے آب زم زم خود بھی پیا اور اپنے شیر خوار بچے کو پلایا جس سے بھوک پیاس دونوں ختم ہوگئی چونکہ آب زم زم میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ وہ کھانے اور پینے دونوں میں کام آتا ہے ۔

فائدہ : آب زم زم پینے کا شرعی حکم یہ ہے کہ پینے والے کا سر کھلا ہو ، منھ

....

قبلہ کی طرف ہو، کھڑے ہوکر تین سانس میں پیا جائے اور ہر مرتبہ آب زم زم پینے سے پہلے دعا کی جائے آب زم زم پینے سے پہلے جو دعا مانگی جاتی ہے وہ بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوتی ہے آب زم زم پینے سے پہلے یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ رِزْقًا وَاسِعًا وَّ عَمَلاً مُّتَقَبَّلاً وَّشِفَاءً مِنْ کُلِّ دَآءٍ۔

صفا اور مروہ کی عظمت

فائدہ: پانی کی تلاش میں بی بی ہاجرہ صفا اور مروہ پہاڑی کا سات چکر لگاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پہاڑیوں کو دعا کی قبولیت کا مقام بنادیا، آپ کے اس اضطراری فعل یعنی صفا اور کے درمیان دوڑنے کو حج کا ایک رُکن بنایا، اُن کے اندازِ سعی کو برقرار رکھتے ہوئے صفا مروہ کی سعی کو واجب کردیا اور اُن کی اتباع میں سعی کرنے والے مسلمانوں کومقبولِ بارگاہ کیا تاکہ ایک ماں کی یاد ہمیشہ قائم رہے۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ یَقُوْلُ قَدِمَ النَّبِیُّ مَکَّۃَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ۔ بخاری جلد اول صفحہ ۲۲۳/ بَابُ مَاجَآءَ فِی السَّعِیِّ، کِتَابُ الْمَنَاسِکِ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظّمہ میں تشریف لائے تو خانہ کعبہ کا طواف کرکے دو رکعت نماز پڑھی پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کیا۔

صفا اور مروہ کیا ہے؟

صفا اور مروہ خانہ کعبہ کے مقابل دو پہاڑی کا نام ہے زمانہ جاہلیت میں صفا اور مروہ پہاڑی پر اساف اور نائلہ نام کے دو بت رکھے ہوئے تھے مکہ کے کفار و مشرکین جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو سعی کے دوران ان دونوں بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے عہد اسلام میں یہ دونوں بت توڑ دیے گئے لیکن چونکہ کفار ومشرکین یہاں

مشرکانہ فعل کیا کرتے تھے اس لیے مسلمانوں کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ناپسند ہوا جیسا کہ بخاری شریف جلد اول صفحہ۲۲۳ / بَابُ مَاجَآءَ فِی السَّعِیِّ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃ / کِتَابُ الْمَنَاسِک کی روایت ہے حضرت عاصم فرماتے ہیں کہ

قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَکُنْتُمْ تَکْرَھُوْنَ السَّعِیَّ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ فَقَالَ نَعَمْ لِاَنَّھَا کَانَتْ مِنْ شَعَائِرِ الْجَاھِلِیَّۃِ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

میں نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا کیا آپ لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کو ناپسند کرتے تھے ؟ تو انھوں نے فرمایا ہاں : ہم لوگ صفا اور مروہ کی سعی کو ناپسند کرتے تھے اس لیے کہ وہ زمانۂ جاہلیت کی نشانیوں میں سے تھی یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ۔

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانوں سے ہے تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے ۔(پارہ۲/ع ۳ /البقرہ ۱۵۸)

مذکورہ آیت میں مسلمانوں کو یہ بتایا گیا کہ صفا اور مروہ نشانِ قدرت میں سے ہیں یعنی جس طرح خانۂ کعبہ کے اندر زمانۂ جاہلیت میں بت رکھے ہوئے تھے اب عہدِ اسلام میں بت ہٹا دیے گئے اور خانۂ کعبہ کا طواف درست رہا اور وہ شعائرِ دین سے رہا اسی طرح کفار کی بت پرستی سے صفا و مروہ کے شعائرِ دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا ہے ان دونوں پہاڑی کی عظمت بھی یوں ہی برقرار ہے جیسے خانہ کعبہ کی عظمت برقرار ہے ۔

....

شہر مکہ دعائے ابراھیمی کا ثمرہ ہے

سرزمین حرم میں جب آب زم زم کا چشمہ جاری ہوگیا تو سب سے پہلے وہاں چرند و پرند آباد ہوئے پھر قبیلہ بنی جرہم کا قافلہ جو ملک شام جارہاتھا سر زمین حرم سے گذرتے ہوئے وہاں کے پہاڑوں پر پرندوں کو چہچہاتے سنا اور فضاء میں پرندوں کو پرواز کرتے دیکھا تو سمجھ گئے کہ اس وادی میں قریب ہی کہیں پانی موجود ہے ورنہ اس صحرا و بیابان میں چرند و پرند نظر نہ آتے پانی کی تلاش میں جب پہاڑی پر چڑھے تو آب زم زم کا چشمہ نظر آیا اور حضرت بی بی ہاجرہ نظر آئیں جو اپنے کمسن بچے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے ساتھ سکونت پذیر تھیں ان لوگوں نے بی بی ہاجرہ سے درخواست کی کہ وہ انہیں یہاں قیام کرنے کی اجازت دیں وہ ان کی تنہائی میں ان کے مددگار ہوں گے ، بی بی ہاجرہ نے قبیلہ بنی جرہم کو وہاں بس جانے کی اجازت دے دی اس شرط کے ساتھ کے آب زم زم کی مالک وہ خود ہوں گی اور اس طرح کچھ ہی دنوں میں دعائے ابراہیمی سے خدا کے محترم گھر خانہ کعبہ کے قریب انسانوں کا جیتا جاگتا شہر بس گیا ۔

ہم اکیلے ہی چلے تھے جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

قبیلہ بنی جرہم کے بس جانے کے بعد اب مکہ کی سرزمین سنسان نہ رہی بلکہ ہر طرف چہل پہل نظر آنے لگی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنا یہ معمول بنالیا تھا کہ ہر ماہ ان سے ملاقات کے لئے براق پر سوار ہوکر فلسطین سے مکہ مکرمہ آتے پھر اسی دن دوپہر کے وقت واپس لوٹ جاتے ۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنی شفیق ماں کی آغوش میں پروان چڑھتے رہے

. . . .

قبیلہ بنی جرہم کے لوگوں سے آپ نے عربی زبان سیکھی اور آپ کی شادی بھی اسی خاندان میں ہوئی آپ حسنِ اخلاق اور ایفائے عہد میں اپنی مثال آپ تھے قرآن پاک نے آپ کی صداقت، حسن اخلاق اور تقویٰ و پرہیزگاری کو یوں بیان فرمایا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا (پارہ ۱۶/ع ۷/مریم)

اور کتاب میں اسمٰعیل کو یاد کرو بے شک وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا اور اپنے رب کو پسند تھا۔

انبیائے کرام سب ہی وعدے کے سچے اور صابر ہوتے ہیں لیکن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس وصف میں خاص شہرت رکھتے ہیں چنانچہ آپ نے اپنے والدِ گرامی سے صبر کا جو وعدہ فرمایا تھا ذبح کے موقع پر اس کو بڑی خوبیوں کے ساتھ پورا کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا،، اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ،، بے شک وہ وعدے کا سچا تھا۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ۔(پارہ ۱۷/ ۱۱/الانبیاء ۸۴)

اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل وہ سب صبر والے تھے۔

آزمائش کا نیا دور

آزمائش ہے نشانِ بندگانِ محترم — جانچ ہوتی ہے اسی کی جس پہ ہوتا ہے کرم

وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔

اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔(پارہ ۱/ع ۱۵ البقرہ ۱۲۴)

سرزمین حرم حضرت بی بی ہاجرہ، حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ اور قبیلہ بنی جرہم کے لوگوں سے آباد ہو چکی تھی کچھ سالوں بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی شہر مکہ

میں سکونت اختیار کرلی چونکہ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے لیئے آپ کو منتخب فرمالیا تھا اور خانہ کعبہ کی تعمیر کا وقت قریب آرہا تھا ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے اکلوتے فرزند حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ سے بے پناہ محبت تھی ایک مرتبہ اللہ کے مقدس فرشتوں نے عرض کیا باری تعالیٰ تو نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا اور ارشاد فرمایا ۔

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا (پ۵ ر۱۵ع)

لیکن اب تو ان کے دل میں اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل کی محبت بھی پیدا ہوچکی ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پھر ایک مرتبہ ایک ایسی آزمائش میں ڈالا جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی تا کہ فرشتوں کے سوال کا جواب بھی ہوجائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسوۂ حسنہ نمونہ کائنات بن جائے ۔

آٹھویں ذی الحجہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا : حکم ہوتا ہے اے ابراہیم ! قربانی کرو ، آپ نے صبح کو سو اونٹوں کی قربانی دی ، دوسری رات پھر آپ نے وہی خواب دیکھا ، باری تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اے ابراہیم ! قربانی کرو ، آپ نے دوسرے دن دوسو اونٹوں کی قربانی دی ، تیسری رات پھر آپ نے خواب دیکھا ، حکم ہوتا ہے اے ابراہیم ! قربانی کرو ، اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا رب العالمین کس چیز کی قربانی پیش کروں ؟

جواب ملا اُس چیز کو قربان کرو جو دنیا میں تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے آپ سمجھ گئے کہ حضرت اسمٰعیل کو قربان کرنے کا حکم ہورہا ہے اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر تقریباً ۱۳ ر سال تھی جیسا کہ قرآن کریم سے اشارہ ملتا ہے ۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ ۔

. . . .

پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہوگیا بولے اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں ۔ (پارہ۲۳/ع۷/صافات۱۰۲)

جو ابراہیم کی کچھ آزمائش کا خیال آیا تو شکلِ خواب میں ربِّ جہاں نے اُن سے فرمایا
ہماری راہ میں کردو عزیزِ جاں کی قربانی کہ اس سے ہوگی جذباتِ محبت کی فراوانی
یہ دیکھا مسلسل خواب تو یہ تھی پریشانی کہ اس خوابِ مبارک سے ہے کیا منشائے ربانی
ندا تب غیب سے آئی اگر دعوائے الفت ہے کرو بیٹے کی قربانی یہی منشائے فطرت ہے

اس سے پہلے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش پہ آزمائش ہوتی رہی مگر کبھی آپ کے قدم نہیں پھسلے ہمیشہ حوصلے بلند ہوتے رہے اور عزم و استقلال نکھرتے رہے مگر یہ آزمائش گذشتہ آزمائش سے کہیں زیادہ مشکل، زیادہ دشوار اور صبر آزما تھا آپ سے دل نہیں بلکہ دل کا چین، جگر نہیں بلکہ لختِ جگر، جان نہیں بلکہ راحتِ جان، خود آپ کو نہیں بلکہ اس اکلوتے فرزند کو طلب کیا جارہا ہے جو وارثِ رسالت ونبوت ہے جس کی پیشانی میں نورِ مصطفیٰ کی مقدس امانت ہے ۔

دلِ ناشاد کی حالت دلِ ناشاد ہی جانے
غمِ اولاد کوئی صاحبِ اولاد ہی جانے

گھر سے بے گھر ہونا، خود کو نارنمرود میں جھونک دینا مشکل اور بہت مشکل کام ہے لیکن خود اپنے ہاتھوں سے اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنا بہت مشکل اور کٹھن کام ہے انسانی ذہن اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا لیکن حضرت ابراہیم کی خلت اور ان کے جذبۂ ایثار کو بھلا یہ کب گوارہ تھا کہ حکمِ الٰہی ہو اور وہ اس میں تامل کریں ۔

عیش دو یا غم بہر صورت تمہارا شکریہ
کیا یہی کم ہے کہ سمجھا تو کسی قابل مجھے

....

آپ نہ گھبرائے، نہ فکرمند ہوئے اشارہ پاتے ہی پیکر صبر و رضا بن گئے اور بیٹے کی قربانی کا عزم کرلیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قریب بلایا اور کہا۔

یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی ۔(پارہ ۲۳ ع ۷ صافات ۱۰۲)

اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تُو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔

صدائے ہاتفِ غیبی یہ سنتے ہی تڑپ اٹھے
ذبیح اللہ سے پوچھا کہ میرے لاڈلے بیٹے
رضائے رب ہے راہِ عشق میں قرباں کروں تجھ کو
بتا اے میری جاں اب جلد تیری بھی رضا جو ہو

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح سے پہلے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کو اس لئے بتادیا تاکہ انہیں ذبح کے نام سے وحشت نہ ہو اور وہ حکم الٰہی کی بجا آوری کے لئے برضا و رغبت تیار ہو جائیں، سعادت مند فرزند نے والد گرامی کے عزم و استقلال کو دیکھا تو خود بھی حکم الٰہی پر فدا ہونے کے لئے تیار ہو گئے اور جواب دیا۔

یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ۔(پارہ ۲۳، ع ۷)

اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔

ذبیح اللہ فرطِ شوق سے کہنے لگے ابا رضائے ربِّ عالم ہے تو مجھ سے پوچھتے ہو کیا
بجرم عشق تو مارا اگر کشند چہ باک ہزار شکر کہ بارے شہید عشق تو ایم
جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ابا جان آپ مطمئن رہیں نہ روؤں گا نہ فریاد کروں گا انشاء اللہ صبر و استقامت

....

کے ساتھ خدا کی راہ میں قربان ہو جاؤں گا اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہوگی کہ میری قربانی رب کی بارگاہ میں مقبول ہوجائے البتہ مجھے ذبح کرنے سے پہلے آپ میری چند وصیت قبول کرلیں تو کرم ہوگا۔

(ا) ذبح کرنے سے پہلے میرے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے باندھ دیں تا کہ میرا تڑپتا ہوا جسم دیکھ کرآپ کو رحم نہ آئے اور آپ کے کپڑے خون آلود نہ ہونے پائے۔

اگر خونم بریزی غم ندارم زاں ہمی ترسم

کہ ناگہ دامنِ پاکت شود از خونم آلودہ

میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ آپ میرا خون بہائیں گے

ڈراس کا ہے کہ آپ کا پاک دامن میرے خون سے آلودہ نہ ہوجائے

(۲) ذبح کرنے کے لیے مجھ کو منھ کے بل لٹائیں تا کہ میرا حسین چہرہ دیکھ کر آپ کا ہاتھ نہ رک جائے اور حکمِ الٰہی کی تعمیل میں تاخیر و تقصیر نہ ہوجائے۔

(۳) میرا پیراہن میری والدہ محترمہ تک پہنچادیں تا کہ اسے دیکھ کرانہیں صبر و قرار آجائے۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی

سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی

اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل کا حوصلہ بخش جواب سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک نئے عزم کے ساتھ اٹھے اور اپنے صاحبزادے کے ساتھ وادیٔ منٰی کی طرف چل پڑے جب شیطان نے دیکھا کہ ایک مقدس باپ اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کرکے صبر و استقامت کا ایک سنہرا باب لکھنے نکل پڑا ہے اور اطاعت و فرمانبرداری کا مظاہرہ کرکے ایک مرتبہ پھر وہ مجھے شرمندہ کررہا ہے اس کام کو روکنے کے لیے شیطان بی بی ہاجرہ کے پاس پہنچا اور کہا اے ہاجرہ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم اپنے

بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کرنے کے لیے قربان گاہ لے گئے ہیں؟

حضرت بی بی ہاجرہ فرماتی ہیں کیا کبھی کوئی باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟

شیطان نے کہا کرتا تو نہیں ہے مگر رب کا حکم یہی ہے کہ حضرت ابراہیم اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کی قربانی کریں؟

بی بی ہاجرہ فرماتی ہیں اگر یہ میرے رب کا حکم ہے تو احکم الحاکمین رب العالمین کے حکم کی تعمیل میں تاخیر و تقصیر کیوں؟ مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ ۔

طغرائے امتیاز ہے خود ابتلائے دوست

اُس کے بڑے نصیب جسے آزمائے دوست

ناکام ہونے کے بعد شیطان وادیٔ منٰی کے راستے میں آیا اور حضرت اسمٰعیل کو بہکانا چاہا مگر کامیاب نہ ہوسکا مجبوراً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا اور کہا اے ابراہیم خواب صادق بھی ہوتے ہیں اور کاذب بھی صرف خواب کی بنیاد پر خاندان کے اکلوتے چشم و چراغ کو ذبح کر دینا کہاں مناسب ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ شیطان لعین ہے جو مجھے بہکانے اور قربانی سے روکنے آیا ہے آپ نے شیطان کے کسی سوال کا جواب نہ دیا اور زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں اور شیطان کو ماردیا تین مرتبہ شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کی اور تینوں مرتبہ مار کھا کر شیطان زمین میں دھنس گیا ۔

فائدہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس پتھر مارنے کو رمی جمار کی شکل میں حج کا ایک رکن بنادیا اور رمی جمار کو واجب کردیا تا کہ آپ کی یہ سنت قیامت تک دہرائی جاتی رہے اور شیطان سے نفرت کا اظہار ہوتا رہے ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام قربان گاہ پہنچے ، اپنے لختِ جگر کو رسی سے باندھ دیا اور

....

ایک پتھر کی چٹان پر ماتھے کے بل لٹادیا قرآن پاک نے اس منظر کو یوں بیان کیا ہے
فَلَمَّا اَسۡلَمَاوَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ ۔ تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ
نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ ۔(پارہ۲۳ ر ع۷ صافات ۱۰۲)

جو ابرہیم نے خنجر گلوئے پاک پر رکھا
زمین و آسماں کا شدتِ غم سے پھٹا سینہ

چشمِ فلک نے اس سے پہلے کبھی ایسا منظر نہ دیکھا تھا کہ ایک مقدس باپ رضائے الٰہی کے لیے اپنے فرزندِ ارجمند کو ذبح کرنے جارہا ہو ذبح سے پہلے آپ نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی اور اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل کو ماتھے کے بل لٹا کر ذبح کرنا شروع کیا چھری چلی مگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن نہ کاٹ سکی ۔

چھری اُس گلے کو کاٹتی بھی کیسے؟ آپ کی پیشانی میں تو نور محمدی کا جلوہ تھا جن کے ظہور قدسی سے عالم انسانیت کی سعادتیں وابستہ تھیں ،حکم ذبح دے کر دنیا کو یہ دکھانا مقصود تھا کہ نور محمدی کی امانت اسی کے سپرد کی گئی ہے جو اس بار امانت کے اٹھانے کا واقعی اہل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر سے چھری کو تیز کیا اور بیٹے کو ذبح کرنا شروع کیا۔

اللہ کے مقدس فرشتوں نے جب اس حیرت انگیز منظر کو دیکھا تو پکار اٹھے بلاشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں اور آج اپنے ہی ہاتھوں اپنے اکلوتے فرزند کو ذبح کر کے گویا یہ اعلان فرما رہے ہیں کہ ابراہیم کے قلب میں صرف خدا کی محبت ہے ان کے دل میں کسی دوسرے کی محبت کی کوئی گنجائش نہیں ہے ان فرشتوں کو آج عملی طور پر یہ معلوم ہوگیا کہ واقعی خلافتِ الٰہیہ اور امامتِ کبریٰ کا مستحق انسان اور صرف انسان ہے ۔

....

رب العالمین کا حکم ہوتا ہے : اے جبرئیل ! آج میرا خلیل قربانی کیئے بغیر واپس لوٹنا نہیں چاہتا جاؤ جنت سے ایک دنبہ لاکر اسمٰعیل کی جگہ لٹادو اور اسمٰعیل کے ہاتھ پیر کی رسیاں کھول دو، اسی وقت بہشتی دنبہ آتا ہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ پر ذبح ہوجاتا ہے سرزمینِ حرم میں خدا کے نام پر بہنے والا یہ پہلا خون تھا جس سے منیٰ کی وادی لالہ زار ہوجاتی ہے۔

خلیل باصفا نے خواب کو سچ کر کے دکھلایا　　خلیل اللہ کا رتبہ دو عالم سے لقب پایا

جو اسمٰعیل نے بھی سر جھکایا حکمِ ربی پر　　ذبیح اللہ لقب پایا ہوئے کونین کے سرور

نہیں ممکن کہ جوہر کر سکے اُن کی ثنا خوانی　　نہ ابراہیم کا ثانی ، نہ اسمٰعیل کا ثانی

یہ ابراہیم کا دل تھا یہ اسمٰعیل کا دل تھا　　قضا کے سامنے بھی چہرۂ خنداں نہ مرجھایا

حضرت جبرئیل امین نے نعرۂ تحسین اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ بلند فرمایا، تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر ، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

فائدہ : اللہ تعالی نے ان کے کلمات کا مجموعہ بنا کر اسے تکبیر تشریق بنادیا اور ہر سال ایامِ تشریق میں اس کا پڑھنا مسلمانوں پر واجب کردیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے حکم خداوندی کی تعمیل میں جب کوئی کسر باقی نہ رہی تو اس بے نیاز مولی نے آپ کے ایثار وقربانی کو قبول کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔

تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ ہم نے پکارا اے ابراہیم ! بے شک تو نے خواب سچ کر

دکھایا ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بے شک یہ کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا (پارہ ۲۳ رع ۷)

﴿انبیاء کا خواب دیکھنا﴾

فائدہ: دنیا کے عام لوگوں کا خواب دیکھنے اور انبیائے کرام کے خواب دیکھنے میں بڑا فرق ہے انبیاء کا خواب دیکھنا وحی الٰہی ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں اپنے بیٹے کو قربان کرنے کا جو حکم ہوا وہ محض خواب نہ تھا بلکہ وحی الٰہی تھا اگر محض خواب ہوتا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہ آتا۔

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔

ہم نے پکارا اے ابراہیم! بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بے شک یہ کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا (پارہ ۲۳ رع ۷)

فائدہ: فَلَمَّا اَسْلَمَا میں اسلم کا معنی ہے،، کسی کی بات ماننا،، اس تسلیم ورضا کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متبعین کا نام ہی مسلم رکھ دیا تاکہ نسلاً بعد نسلٍ یہ نام چلتا رہے اور قیامت تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام اور کام باقی رہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِىْ هٰذَا۔

تمہارے باپ ابراہیم کا دین، اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں (پارہ ۱۷ رع ۱۷ رالحج ۷۸)

صبح قربانی سے لے کر آج تک رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت

کا نام مسلم یا مسلمان ہے اور وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کو اپنا مورثِ اعلیٰ مانتے ہیں ۔

وادیٔ منٰی کے اس دردناک واقعہ کو گذرے ہزاروں سال ہو چکے ہیں لیکن اس کی یاد کا ہنگامہ آج بھی ایسا ہے جیسے کل ہی کا کوئی تازہ واقعہ ہو حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ نے جس ایثار و استقلال کے ساتھ قربانی کا فریضہ انجام دیا اس کا صلہ یہی تھا کہ رسمِ قربانی قیامت تک کے لیے یادگار بن جائے قرآن پاک میں اسی کی طرف اشارہ ہے ۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ سَلٰمٌ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ (پارہ۲۳ رع ۷)

اور ہم نے پچھلوں میں اُس کی تعریف باقی رکھی سلام ہو ابراہیم پر اور ہم نے اسے خوشخبری دی اسحٰق کی غیب کی خبریں بتانے والا نبی ہمارے قربِ خاص کے سزاواروں میں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیث پاک میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے ۔

عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاهٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ ۔ (ابن ماجہ رابواب الاضاحی رص ۲۳۲)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! یہ قربانیاں کیا ہیں ؟ حضور نے فرمایا تمہارے باپ حضرت ابراہیم کی سنت ہے ۔

ندا آئی تمہارا امتحاں منظور تھا ہم کو
تمہیں دینا حیاتِ جاوداں منظور تھا ہم کو

....

ہماری راہ میں جو اپنے بیٹے پر چھری پھیری
تو وِل دیں پہ ہم کرتے ہیں واجب رسمِ قربانی

اللہ کی بارگاہ میں قربانی کا مقام اور اس کا ثواب

اے مسلماں سُن یہ نکتہ درسِ قرآنی میں ہے
عظمتِ اسلام و مومن صرف قربانی میں ہے

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاعَمِلَ اِبْنُ اٰدَمَ یَوْمَ النَّحْرِ عَمَلاً اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هِرَاقَةِ دَمٍ وَاِنَّهٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ عَلَی الْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِهَا نَفْسًا۔ (ابن ماجہ/ابواب الاضاحی/ص۲۳۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قربانی کے دنوں میں انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، کھروں، اور بالوں کے ساتھ آئے گا اور بے شک قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبولیت کے مقام تک پہنچ جاتا ہے اس لیے قربانی خوش دلی سے کرو۔

عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! مَاهٰذِهِ الْاَضَاحِیْ قَالَ سُنَّةُ اَبِیْکُمْ اِبْرٰهِیْمَ قَالُوْا فَمَالَنَا فِیْهَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالَ فَالصُّوْفُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ۔ (ابن ماجہ/ابواب الاضاحی/ص۲۳۲)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ! یہ قربانیاں کیا ہیں ؟ حضور نے فرمایا تمہارے باپ حضرت ابراہیم کی سنت ہے ، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہمیں اس کا کیا ثواب ملے گا ، فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی ، لوگوں نے عرض کیا اون کے بارے میں کیا ارشاد ہے ؟ حضور نے فرمایا اس کے بھی ہر بال کے برابر نیکی ملے گی ۔

فائدہ : بال سے اشارہ بکری ، خصی کی طرف تھا تو صحابہ نے اون کا سوال کر کے مینڈھے وغیرہ کے متعلق بھی حکم دریافت کرلیا ۔

قربانی کی تعریف اور اس کا وجوب

شریعت میں کسی خاص جانور کو خاص دنوں میں اللہ تعالیٰ کے لیئے ثواب کی نیت سے ذبح کرنے کو قربانی کہتے ہیں ہر زمانے میں ایمان والوں پر قربانی واجب کیا گیا ، رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی قربانی کا حکم دیا گیا اور حضور نے اپنی امت کو قربانی کرنے کا حکم فرمایا ہے ۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَارَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۔

اور ہر امت کے لیئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر ۔ (پارہ ۱۷ ،الحج ۳۴)

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۔ تو تم اپنے رب کے لیئے نماز پڑھو اور قربانی کرو ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ سِعَةٌ وَلَمْ يَضِحْ فَلَا يَقْرِبَنَّ مُصَلَّانَا ۔ (ابن ماجہ ،ابواب الاضاحی ،ص ۲۳۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ میری

عید گاہ کے قریب نہ آئے ۔

یہ عجب رسم دیکھی کہ بروز عید قرباں
وہی قتل بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

فائدہ : جانوروں کے خون بہانے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو یہ فہم و ادراک سے بالاتر ضرور ہے لیکن اصل میں بارگاہ الٰہی میں اُس کے محبوب بندوں اور بندیوں کی ادائیں بھی محبوب ہوتی ہیں اس لیئے اتباع خلیل اللہ میں قربانی کرنا شرعاً واجب ہے ۔

قربانی کے مقاصد

عید الاضحیٰ ایک مقدس تہوار ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے ایثار و قربانی کی روشن یادگار ہے قربانی کا مقصد گوشت و پوست نہیں بلکہ اس خلوص کو بیدار کرنا ہے جس کا اظہار ایک شفیق باپ اور فرمانبردار بیٹے نے وادیٔ منٰی میں کیا تھا ، قربانی محض ایک رسم نہیں ہے کہ خصی یا گائے ذبح کردیا تو قربانی کا حق ادا ہوگیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو جب قربانی کا حکم ہوا تو آپ نے اونٹوں کی قربانی کی ، پھر حکم ہوا تو اپنے بیٹے کی قربانی کردی ۔

مسلمانوں پر بھی لازم ہے کہ جان و مال ، آل اولاد کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کو ہمیشہ تیار رہیں ، ثواب کی نیت سے قربانی کریں ، دنیا دکھاوا نہ کریں ورنہ دکھاوا سے نیکی ضائع ہوگا اور قربانی کرنے والا ثواب کے بجائے گناہوں کا مستحق ہوگا ۔

پسرِ خلیل کی سیکھ ادا جو ہے ذبح ہونے کی آرزو
کہ چھری رکے تو رکے مگر ، نہ سرکنے پائے تیرا گلا

زمانۂ جاہلیت میں قربانی کا خون کعبہ شریف کے دیواروں پر لگانا ثواب سمجھا جاتا ابتدائے اسلام میں جب لوگوں نے اسی دستور کے مطابق خانۂ کعبہ کو خون آلود کرنا

....

چاہا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلاَ دِمَاءُ ھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔

اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے ۔(پارہ ۱۷ ع ۱۱/ الحج ۳۷)

اسی مفہوم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث میں واضح فرمایا ہے اور ذبح یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے ۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لاَیَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَ لٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے مالوں کو دیکھتا ہے بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلاَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا مرنا سب اللہ کے لیئے ہے جو رب سارے جہان کا ۔(پارہ ۸/ الانعام ۱۶۳)

قربانی کا گوشت

قربانی کا ایک مقصد گوشت کا تحفہ اپنے مسلمان بھائیوں تک پہنچانا ہے تا کہ اسلامی رشتۂ اخوت مضبوط ہو اور غریبوں فقیروں کی مدد ہو ۔

فَکُلُوْا مِنْھَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔ (پارہ ۱۷ سورہ الحج ۳۶)

تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ ۔

قربانی کا گوشت تین حصہ کریں ایک حصہ فقیروں کو دیں ، دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں کو دیں ، اور تیسرا حصہ گھر والوں کے لیئے رکھیں اگر گھر کے افراد زیادہ ہوں تو ایک حصہ سے زیادہ بھی رکھ سکتے ہیں اور تین دن سے زیادہ بھی کھا سکتے ہیں ۔

ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا کہ تین دن کھانے بھر گوشت رکھیں باقی سب تقسیم کر دیں تا کہ دوست و احباب اور فقراء سب کو قربانی کا گوشت مل جائے پھر جب مسلمانوں میں خوشحالی آ گئی اور قربانی کثرت سے ہونے لگی تو یہ رعایت دی گئی کہ اہل و عیال زیادہ ہوں تو زیادہ گوشت رکھیں یا بغرض ثواب پورا تقسیم کر دیں ۔

قربانی واجب ہے

احکامِ اسلام میں کچھ فرائض و واجبات ہیں جن کا بجا لانا ضروری ہے انہیں میں سے قربانی ہے ہر مسلمان ، آزاد ، عاقل ، بالغ ، مقیم ، صاحبِ نصاب مرد اور عورت پر قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا واجب ہے قربانی کا جانور یا اس کی رقم صدقہ کر دینے سے واجب ادا نہ ہوگا ۔

صاحب نصاب

وہ مسلمان مرد اور عورت جو حاجتِ اصلیہ یعنی رہنے کا مکان ، گھر کا سامان ، پہننے کے کپڑے ، سواری ، کام کے اوزار کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس کے برابر کی قیمت کا مالک ہو وہ صاحب نصاب ہے اور اس پر قربانی واجب ہے ۔

قربانی کا وقت

دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارھویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک مکمل تین دن اور دو راتیں ہیں اِن دنوں کو ایامِ نحر کہتے ہیں بارھویں کے غروب آفتاب کے بعد اگر کسی نے قربانی کیا تو قربانی درست نہیں ، دسویں ذی الحجہ کو قربانی کرنا افضل ہے ۔

قربانی کے جانوروں کی عمر

اونٹ پانچ سالہ ، گائے دو سال کی ، بکری یا خصی ایک سال کی ہو ۔

. . . .

﴿قربانی کا جانور﴾

موٹا تازہ اور اچھا ہو اندھا، لنگڑا، کانا، بہت دُبلا، دُم کٹا، بے دانت کا یعنی عیب دار جانور نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" قربانی کا جانور موٹا تازہ اور اچھا ہو پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی"۔

﴿قربانی کے جانوروں کا گشت کرانا﴾

قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار مالا ڈال کر محلّہ میں گھمانا، پھرانا، عام راستوں میں جانور کو باندھ رکھنا بلا وجہ کی نمائش ہے، ریا ہے دنیا دکھاوا ہے جس سے نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں اور آدمی گناہگار ہوتا اس سے پرہیز کریں۔

﴿قربانی کے مسائل﴾

مسئلہ : قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا ہی لازم ہے کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی مثلاً قربانی کے بدلے بکری یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا کافی نہیں۔

مسئلہ : نماز عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہوسکتی اگر شہر میں متفرق جگہوں میں عید کی نماز ہوتی ہو تو کسی ایک جگہ عید کی نماز ہو جانے کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔

مسئلہ : جن لوگوں پر قربانی واجب ہے ہر سال پہلے وہ اپنے نام سے قربانی کریں ورنہ سخت گنہگار ہوں گے اپنے نام قربانی کرنے کے بعد اگر وسعت ہو تو ماں، باپ، بھائی، بہن یا اولاد وغیرہ کے نام سے قربانی کرسکتے ہیں۔

مسئلہ : یہ خیال کرنا کہ اپنی طرف سے زندگی میں صرف ایک بار قربانی کرنا واجب ہے یہ شرعاً غلط اور بے بنیاد ہے صاحب نصاب پر ہر سال قربانی واجب ہے۔

مسئلہ : قربانی واجب تھا لیکن قربانی نہیں کیا اور قربانی کے ایام بھی گذر گئے تو ایسی صورت میں ایک بکری کی قیمت صدقہ کریں۔

....

مسئلہ : اگر قربانی کی نیت سے جانور لے رکھا تھا مگر قربانی نہیں کیا اور قربانی کے ایام بھی گذر گئے تو اُس جانور کو صدقہ کردیں اگر ذبح کردیا ہے تو گوشت صدقہ کردیں اور اگر اس گوشت سے کچھ کھالیا ہے تو اس کے مقدار میں قیمت صدقہ کردیں ۔

مسئلہ : نابالغ بچوں پر قربانی واجب نہیں ہے مگر ان کی طرف سے قربانی کردینا بہتر ہے

مسئلہ: گھر کے دوسرے افراد کے نام کی قربانی ہو اور وہ بالغ ہوں تو ان سے اجازت لینا ضروری ہے البتہ نابالغ کے نام کی قربانی اس کی اجازت کے بغیر بھی کراسکتے ہیں

مسئلہ : مردوں کی طرح عورتوں پر بھی قربانی واجب ہے ۔

مسئلہ : عورت کے پاس ماں ، باپ ، بھائی کا دیا ہوا زیور یا اور کوئی سامان جو اس کی مِلکیت میں ہے اگر وہ نصاب کی قیمت کے برابر ہو تو عورت پر بھی قربانی واجب ہے ۔

مسئلہ : عورت کے نام کی قربانی ہو تو قربانی کے وقت باپ یا شوہر میں سے جس کا چاہیں نام لیں لیکن شوہر کا نام لینا بہتر ہے ۔

مسئلہ : قربانی کا جانور مرگیا تو غنی یعنی صاحبِ نصاب پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے فقیر کے ذمہ دوسرے جانور کی قربانی کرنا واجب نہیں ۔

مسئلہ : قربانی کا جانور اگر گم ہوگیا یا چوری ہوگیا اور اس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا اب اگر پہلے والا جانور مل گیا تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں جانور میں جس کو چاہے قربان کرے اور فقیر پر واجب ہے کہ دونوں جانور کی قربانی کرے ۔

مسئلہ : وہ جانور جس میں سات حصے ہیں ضروری ہے کہ ہر فرد کی شرکت برابری کی ہو اور ہر ایک سے اجازت بھی لے لی جائے ورنہ کسی کی قربانی نہیں ہوگی ۔

مسئلہ : قربانی کے جانور میں اگر چند لوگ شریک ہوں تو گوشت تول کر تقسیم کریں

. . . .

اندازے سے ہرگز نہ بانٹیں اندازہ سے تقسیم کرنے کی صورت میں کسی کو کم اور کسی کو زیادہ ملنے کا اندیشہ ہے اور یہ شرعاً ناجائز ہے ۔

مسئلہ : قربانی کے جانور نے ذبح سے پہلے اگر بچہ دیا تو اس بچہ کو بھی ذبح کر ڈالیں اگر بچہ کو بیچ دیا تو اس کی قیمت صدقہ کریں اور ذبح کے بعد اگر پیٹ میں زندہ بچہ پایا گیا تو اسے بھی ذبح کرڈالیں اور اپنے مصرف میں لائیں کوئی حرج نہیں ۔

مسئلہ : قربانی کا گوشت محترم ہوتا ہے غیر مسلموں کو قربانی کا گوشت نہ دینا بہتر ہے۔

مسئلہ : قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس کی کوئی چیز قصاب کو یا ذبح کرنے والے کو اجرت یا مزدوری میں دینا جائز نہیں ۔

مسئلہ : اگر اپنی خوشی سے میت کے نام قربانی کیا ہے تو اس گوشت کو خود بھی کھا سکتے ہیں اور احباب کو بھی کھلا سکتے ہیں ۔

مسئلہ : اگر مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ میری طرف سے قربانی کر دینا تو ایسی صورت میں پورا گوشت صدقہ کرنا واجب ہے ۔

مسئلہ : کسی نے قربانی کا جانور خریدا تھا اور قربانی کرنے سے پہلے اس کا انتقال ہوگیا تو اب پورا گوشت صدقہ کرنا واجب ہے ۔

مسئلہ : قربانی اگر مَنّت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھائیں اور نہ مالداروں کو دیں بلکہ پورا گوشت صدقہ کردیں اگر گوشت کا کچھ حصہ کھالیا ہے تو جتنا کھایا ہے اس کی قیمت صدقہ کریں ۔

مسئلہ : مالکِ نصاب نے اگر قربانی کی مَنّت مانی تو اس کے ذمہ دو قربانیاں واجب ہیں ایک اس کے صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے اور ایک منت کی وجہ سے ۔

مسئلہ : جس کے نام کی قربانی ہو اس کو عید کے دن پہلے قربانی کا گوشت کھانا مستحب ہے

....

مسئلہ :جس کے نام کی قربانی ہو وہ خود ذبح کرے یا ذبح کے وقت خود حاضر رہے ۔

مسئلہ : اگر خود ذبح نہیں کر سکتے تو کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان سے ذبح کرائیں کسی بدعقیدہ یا بدمذہب یا بے دین سے قربانی کا جانور ذبح نہ کرائیں ۔

مسئلہ : محض تفریحِ طبع کی خاطر قربان گاہ میں بھیڑ لگانا ، ہنسنا ، تماشہ بنانا اور جانور کے چلانے یا تڑپنے سے خوشی محسوس کرنا سخت منع ہے ۔

مسئلہ : مدارسِ عربیہ میں چرمِ قربانی دینا بہت اچھا ہے اراکین مدرسہ اس کو بیچ کر مدرسہ میں صرف کریں ۔

مسئلہ : اچھا سے اچھا اور خوبصورت جانور خریدنا شریعت نے مستحب رکھا ہے اور وہ لوگ جو قربانی کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں ان لوگوں پر قربانی کرنا واجب قرار دیا ہے اس لیئے بہت قیمتی جانور خرید کر کسی ایک شخص یا چند لوگوں کے نام قربانی کردینا اور باقی صاحبِ نصاب کے نام قربانی نہ کرنا شرعاً غلط ہے ۔

مسئلہ : قربانی کے جانور میں عقیقہ کرنے والا بھی شریک ہوسکتا ہے ۔

مسئلہ : جس کے نام کی قربانی ہو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ پہلی ذی الحجہ سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے اور نہ ناخن تراشے لیکن یہ حکم مستحب ہے وجوبی نہیں ہے کیا تو بہتر ہے نہ کیا تو حرج نہیں ۔

حدیث : حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھو اور تم میں کا کوئی قربانی کرنا چاہے تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ قربانی کرنے تک بال مونڈوانے یا ترشوانے اور ناخن کٹوانے سے رُکا رہے ۔

....

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کی قربانی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے نام بھی قربانی کیا کرتے اگر وسعت ہوتو آپ بھی حضور کے نام سے قربانی کریں خوش نصیبی ہوگی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ اِشْتَرٰی کَبْشَیْنِ عَظِیْمَیْنِ ثَمِیْنَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ مَوْجُوْئَیْنِ فَذَبَحَ اَحَدَ هُمَا عَنْ اُمَّتِہٖ لِمَنْ شَهِدَ بِالتَّوْحِیْدِ وَ شَهِدَ لَہٗ بِالْبَلَاغِ ۔(ابن ماجہ/باب الاضاحی/ص ۲۳۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب قربانی کرنے کا ارادہ فرماتے تو دو بڑے، موٹے، ہم عمر، نیلگوں رنگ، تیز رفتار مینڈھے خریدتے تو ان میں سے ایک کو اپنی امت کے نام ذبح کرتے جو توحید و رسالت کی گواہی دینے والے ہیں یعنی جو ایمان والے ہیں۔

تکبیرِ تشریق اور اُس کے ایام

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد

نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک ہر فرض نماز جو جماعتِ مستحبہ کے ساتھ ادا ہو اس کے سلام پھیرنے کے بعد فوراً بلند آواز سے ایک مرتبہ تکبیرِ تشریق پڑھنا واجب ہے اور تین مرتبہ افضل ہے عید الاضحی کی نماز کے بعد بھی پڑھنے کا حکم ہے اور جمعہ کے بعد بھی پڑھنے کا حکم ہے۔

عید اور بقرعید میں گانا بجانا

عید الفطر اور عید الاضحی کے موقع پر محلّہ والے یا کلب کے لوگ مائک لگا کر گانا بجاتے ہیں کچھ مسلمان لڑکے ڈانس کرتے نظر آتے ہیں ایسا کرنا شرعاً حرام ہے،

مذہب اسلام اور اُس کے احکام کا مذاق اڑانا ہے ،قوم مسلم کو بدنام کرنا ہے، اس کے لیئے چندہ کرنا یا چندہ دینا یا اس میں حصہ لینا ناجائز ومنع ہے ۔
عید و بقرعید کی خوشی میں اگر کچھ کرنا ہےتو علمائے کرام یا محلّہ کے بڑے بزرگوں کے مشورے سے کوئی اچھا کام کریں مثلاً محلّہ کی صفائی کرائیں ،غریبوں کی مدد کریں ، کسی غریب بچی کی شادی میں مالی مدد کریں ، ہاسپٹل کے مجبور وغریب مریضوں کی عیادت کریں ان میں دودھ پھل تقسیم کریں مسافر خانہ بنوائیں اایسا کچھ کریں جس سے لوگوں کی بھلائی ہو، محلّہ والوں کوخوشی ہوگی اور اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوگا ۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

بقرعید کے دن مستحب اور باعثِ ثواب ہے

مسواک کرنا،غسل کرنا ،اچھے کپڑے پہننا،جائز انگوٹھی پہننا،خوشبو لگانا، محلّہ کی مسجد میں فجر کی نماز پڑھنا ،راستے میں بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد پڑھتے جانا ،صدقہ کرنا،خوشی ظاہر کرنا ،نماز سے پہلے کچھ نہ کھانااگر ضرورۃً کچھ کھالیا تو حرج نہیں،عید کی نماز کے لیئے جلد جانا ،ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدٍ خَالَفَ الطَّرِیْقَ ۔ (بخاری شریف رجلداول باب من خالف الطریق اذا رجع یوم العید)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب عید کا دن ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راستہ بدل کر آتے ۔

راستہ بدل کر آنے جانے کا جوحکم ہے یہ مستحب ہے حکمت یہ ہے کہ اسلامی

شان وشوکت ، اخوت ومحبت اور اتحاد و بھائی چارگی کا اظہار ہو ، مسلمانوں کی بڑی تعداد سے دوسرے مرعوب ہوں اور دونوں راستے نمازیوں کے گواہ بنیں۔

نماز عید کا طریقہ

نیت کی میں نے دو رکعت نماز واجب عید الاضحٰی کی چھ تکبیروں کے ساتھ ، واسطے اللہ تعالٰی کے ، پیچھے اس امام کے ، منہ میرا کعبہ شریف کے طرف اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھیں ، پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں ، پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں ، پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے ہاتھ باندھ لیں اور امام صاحب کی قرأت سنیں اور رکوع سجدہ کرنے کے بعد دوسری رکعت کے لیئے کھڑے ہوجائیں۔

دوسری رکعت میں جب امام صاحب قرأت سے فارغ ہوکر تکبیر کہیں تو تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جاکر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر میں بغیر ہاتھ اٹھائے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے رکوع میں جائیں اور معمول کے مطابق نماز پوری کریں ، سلام پھیرنے کے بعد خاموشی سے خطبہ سنیں اور دعا کے بعد ایک دوسرے سے مصافحہ و معانقہ کریں عید کی مبارکباد دیں۔

قربانی کرنے کا طریقہ

چھری تیز کرلیں ذبح سے پہلے جانور کو چارہ پانی دیں جانور کو بائیں پہلو لٹائیں کہ جانور کا منھ قبلہ کی طرف ہو تاکہ قربانی مکروہ نہ ہو ، جانور کا سر جنوب کی طرف اور پیٹھ پورب کی طرف ہو ذبح کرنے والے کا منھ بھی قبلہ کی طرف ہو ، اور وہ اپنا داہنا پیر جانور کی گردن کے داہنے جانب رکھے اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا

....

وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن لاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ پڑھ کرچھری چلائیں ۔

ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّی کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلاَمْ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ۔

اگر دوسرے کے نام سے ذبح کررہے ہیں تو مِنِّی کی جگہ مِنْ کے بعد اس کا نام اور اس کے والد کا نام لیں ۔اگر جانور مشترک ہےتو اس طرح لکھ کرقربانی کا جانور ذبح کرنے کے بعد پڑھیں اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ

(۱) ابن (۲) ابن

(۳) ابن (۴) ابن

(۵) ابن (۶) ابن

(۷) ابن

کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلاَمُ وَحَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ۔

﴿ عقیقہ کا بیان ﴾

عقیقہ ....بچے کی ولادت کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہےاس کوعقیقہ کہتے ہیں

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَۃٌ فَاَھْرِقُوْا عَنْہُ دَمًا وَ اَمِیْطُوْا عَنْہُ الْاَذٰی ۔(بخاری شریف/جلد دوم/ص۸۲۲)

حضرت سلمان بن عامرضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے

....

اس کی طرف سے خون بہاؤ یعنی جانور ذبح کرو اور اس سے اذیت دور کرو یعنی اس کا سر مونڈوا دو ۔

عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ غُلَامٍ مُرْتَهِنٌ بِعَقِيْقَةٍ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَ يُحْلَقُ رَاسُهُ وَيُسَمّٰي ۔(ابن ماجہ ، ص ۲۳۵ ، ابواب الذبائح)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر بچہ عقیقہ کے ساتھ گروی ہے تو ساتویں دن اس کی طرف سے (جانور) ذبح کیا جائے اور اس کا سر مونڈوایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے ۔

عقیقہ کرنا سنت ہے عقیقہ کے لیئے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کرسکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں ۔

﴿ عقیقہ کی دعا ﴾

عقیقہ کے جانور کو ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے ۔

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ اِبْنِيْ فُلاں..... دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَ عَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَ جِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَ شَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَاءً لِابْنِيْ مِنَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ

اگر لڑکی ہو تو یہی دعا یوں پڑھیں اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ بِنْتِيْ فُلَانَةُ..... دَمُهَا بِدَمِهَا وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهَا وَ عَظْمُهَا بِعَظْمِهَا وَ جِلْدُهَا بِجِلْدِهَا وَ شَعْرُهَا بِشَعْرِهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَاءً لِبِنْتِيْ مِنَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ کہہ کر ذبح کرے ۔

اگر عقیقہ کسی دوسرے کے نام سے کریں تو ابنی کی جگہ پر لڑکا اور اس کے باپ کا نام لیں لڑکی ہو تو بنتی کی جگہ پر لڑکی اور اس کے باپ کا نام لیں ۔

مسئلہ : اگر یہ دعا یاد نہ ہو تو عقیقہ کی نیت کر کے بغیر دعا پڑھے صرف بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ذبح کر دیں عقیقہ ہو جائے گا ۔

....

مسئلہ : عقیقہ کا گوشت فقیروں اور عزیزوں اور دوستوں کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا بطور دعوت کھلایا جائے سب جائز ہے ۔

مسئلہ : عقیقہ کے گوشت اور کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کا ہے ۔

مسئلہ : **عقیقہ** کرنے والا قربانی کے جانور میں شریک ہوسکتا ہے ۔

مسئلہ : عوام میں یہ جو مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں ، باپ ، دادا، دادی ، نانا اور نانی نہیں کھا سکتے ہیں یہ بالکل غلط ہے عقیقہ کا گوشت بھی قربانی کے گوشت کی طرح تبرک ہے سب کھا سکتے ہیں ۔

مسئلہ : بچے کی ولادت کی خوشی اور اس کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں اس لئے کسی کے مرنے کے بعد اس کے نام کا عقیقہ نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ : باپ اگر حاضر ہو اور ذبح کر سکتا ہو تو وہ خود ذبح کرے یہ زیادہ بہتر ہے اور شکرِ نعمت ہے یعنی باپ کو بچے کی نعمت ملی ہے تو وہ خود اس کا شکریہ ادا کرے ۔

ابو طیبہ مَلِک محمد شبیر عالم مصباحی ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ، مطابق ۱۴۱۱ء

0 9681155485/9903429656

رابطہ کا پتہ ۳۹/ رائڈ اسٹریٹ ، جامع مسجد ، کلکتہ ۱۶

E-mail : edara_tasnifaat@rediffmail.com

E-mail : msa_traders @rediffmail.com

اس کتاب کا ماٴخذ : قرآن کریم ،تفسیر حسینی ،تفسیر فتح القدیر ،تفسیر بیضاوی ، تفسیر خزائن العرفان ،تفسیر مظہری ،تفسیر مدارک التنزیل ،تفسیر جلالین ،تفسیر ضیاء القرآن ، جامع صحیح بخاری شریف ،ابن ماجہ ، ضیاء النبی ، فتاویٰ رضویہ ،شامی ، فتاویٰ عالمگیری ، بہار شریعت ، القاموس ، تاریخ طبری ، تاریخ ابن خلدون ، داستان حرم ۔

﴿ مؤلف کی دوسری کتابیں جو شائع ہو چکی ہیں ﴾

(۱) گلدستۂ نقابت (۲) تجلیاتِ قرآن (۳) تجلیاتِ شبِ قدر (۴) تجلیاتِ رمضان
(۵) تکبیر کا مسئلہ (۶) فرقۂ وہابیہ غیر مقلدین پر ایک تحقیقی نظر (۷) مصافحہ کا سنت طریقہ
(۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور قربانی کے فضائل و مسائل
(۹) قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب ۔

....